نامور اُردو لغات: مسائل ومباحث

(بہ تخصیص نور اللغات، امیر اللغات، جامع اللغات)

میمونہ ریاض، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن فیصل آباد کیمپس، فیصل آباد

ڈاکٹر سعید احمد، صدر شعبہ اردو، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد

ABSTRACT:

The vocabulary of each language is stored in the form of a dictionary Which becomes part of the language through the poetic and prose creations and diction of the native speakers. The process of language growth and expansion leads to an increase in vocabulary. An overview of vocabulary in a language comes from a variety of contexts. The process of writing is also a link in the same chain. Scribes are responsible for clarifying existing words and new entrants in the language. In this case, word accumulation and word registration is the first step, which is very demanding and difficult. Screening and selection for a single word is a difficult step, followed by a step of determining the meaning of the words which is not easy for the scribe because even in determining its meaning from teachers and linguists. You have to go back and sometimes even guess work. Then the recitation of words can also lead to difficulty which the scribe encounters. In addition, the source language of the words, the grammatical status and the morphological nature and the problems of the masculine gender also add to the difficulties of the scribe. In this article, well-known Urdu dictionaries are being examined under the same issues and difficulties. These are the dictionaries that discuss the word and the meaning directly. Besides, what kind of literary and linguistic terms do these dictionaries have. The vocabulary of these dictionaries, word entries, explanation of meaning, memoirs, rules and other issues will be reviewed.

ہر زبان کا ذخیرہ الفاظ لغات کی صورت میں محفوظ ہوتا ہے جو کہ اہلِ زبان کی شعری و نثری تخلیقات اور ڈکشن سے زبان کا حصہ بنتا ہے۔ زبان میں نموپذیری و وسعت کا عمل ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔ زبان میں الفاظ کے ذخیرہ کا جائزہ مختلف حوالوں سے سامنے آتا ہے۔ لغت نگاری کا عمل بھی اِسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ لغت نویس زبان میں موجود الفاظ اور نئے شامل ہونے والے الفاظ کی صراحت و توضیح کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ اس صورت

میں الفاظ کی جمع بندی اور اندراجِ الفاظ سب سے پہلا مرحلہ ہوتا ہے، جو خاصا دقت طلب اور مشکل بھی ہوتا ہے۔ایک ایک لفظ کے لیے چھان بین اور انتخاب ایک کٹھن مرحلہ ہوتا ہے اس کے بعد اُن الفاظ کے معنی کے تعین کا مرحلہ درپیش ہوتا ہے جو لغت نویس کے لیے آسان نہیں ہوتا کیوں کہ اس کے معانی کے تعین میں بھی اساتذہ اور اہلِ زبان سے رجوع کرنا پڑتا ہے اور بسا اوقات قیاس سے کام بھی لیا جاتا ہے۔ پھر الفاظ کی قرأت بھی دِقت کا باعث بن سکتی ہے جس سے لغت نویس کا سامنا ہوتا ہے۔اس کے علاوہ الفاظ کی ماخذی زبان، قواعدی حیثیت اور صرفی نوعیت اور تذکیر و تانیث کے مسائل بھی لغت نویس کی مشکلات میں اضافہ کرتے ہیں۔اس مضمون میں اردو کی معروف لغات کا انہی مسائل و مشکلات کے تحت جائزہ لیا جارہا ہے۔ یہ وہ لغات ہیں جو لفظ و معنی سے بلاواسطہ بحث کرتی ہے اس کے علاوہ یہ لغات ادبی و لسانی حوالے سے کس نوعیت کی حامل ہیں۔ان لغات کے ذخیرۂ الفاظ، اندراجِ الفاظ، معانی کی توضیح، تذکیر و تانیث، قواعدی حیثیت اور دیگر مسائل کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

نوراللغات کے مؤلف مولوی نورالحسن نیّر ہیں۔ یہ لغت ۱۹۲۴ء میں پہلی بار شائع ہوئی۔ میرے پیشِ نظر اس کا نسخہ نیشنل بک فاؤنڈیشن کا شائع کردہ ۱۹۷۶ء کا ہے۔ یہ لغت چار جلدوں پر مشتمل ہے۔اس کے صفحات کی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔ یوں یہ ایک ضخیم لغت ہے۔اس سے قبل امیر اللغات اور فرہنگِ آصفیہ لکھی جاچکی تھیں۔ مؤلف نے اُن سے کافی حد تک استفادہ کیا ہے جس کو ناقدینِ ادب نے سراہا بھی ہے۔اس حوالے سے ایک نام سیّد خواجہ حسینی کا ہے۔ جنھوں نے اپنے مضمون ''نوراللغات کا تقابلی جائزہ'' مشمولہ لغت نویسی اور لغات مرتّبہ رؤف پاریکھ میں نوراللغات کا امیر اللغات اور فرہنگِ آصفیہ سے موازنہ کیا ہے۔اس لغت میں الفاظ کے انتخاب کے حوالے سے وہ لکھتے ہیں:

> ''نوراللغات میں الفاظ کے انتخاب معنی اور قواعد کے لحاظ سے الفاظ کی نوع وغیرہ لکھنے سے متعلق جو نظریات ملتے ہیں وہ فرہنگِ آصفیہ اور امیر اللغات سے استفادے کا نتیجہ ہیں۔ شعوری طور پر وہ امیر مینائی سے زیادہ متاثر معلوم ہوتے ہیں۔ جس کا انھوں نے اعتراف بھی کیا ہے مگر قرائن سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نوراللغات گویا دبستان دہلی کے سیّد احمد کے فرہنگِ آصفیہ کے جواب میں دبستانِ لکھنؤ کی کاوش ہے۔''(۱)

سیّد خواجہ حسینی نے اس مضمون میں نوراللغات کا مذکورہ بالا دونوں لغات سے موازنہ کرتے ہوئے کافی خامیاں نکالی ہیں۔اسی طرح نیاز فتح پوری نے بھی اپنے مضمون ''نوراللغات کی خامیاں'' مشمولہ اردو لغت نویسی مرتبہ ڈاکٹر رؤف پاریکھ میں اس لغت کی خامیوں کا ذکر کیا ہے۔ وہ اس حوالے سے لکھتے ہیں:

''نور اللغات میں مختلف قسم کی غلطیاں نظر آتی ہیں۔ کہیں تو سرے سے معنی ہی غلط لیے گئے ہیں اور کہیں توجیہ و تمثیل نادرست ہے۔ اس کے ساتھ تضادِ بیان بھی پایا جاتا ہے اور طویل بے جا بھی۔ ہم نے صرف الف اور ب کی ردیف پر نگاہ ڈالی ہے اور اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ پوری کتاب میں کتنی غلطیاں ہوں گی اور کس کس قسم کی۔''(۲)

صاحبِ لغت نے اس لغت کے آغاز میں ۱۴ صفحات میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے جس میں اس لغت کی ضرورت و اہمیت ایسے الفاظ، محاورات و مرکبات پیش کیے ہیں جو متروک ہو چکے ہیں اور اساتذہ جن کو اپنے اشعار میں استعمال کرتے رہے ہیں اس لغت میں مؤلف نے اشارات و مخففات کا اہتمام نہیں کیا اور نہ ہی لغت کی قرأت کے حوالے سے ضروری معلومات فراہم کی ہیں۔ لغت میں جو اصول اپنائے گئے ہیں اُن کا بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس لغت میں مؤلف نے حروف کی ہجائی ترتیب میں سے الف ممدودہ کو ترجیح دی ہے۔ تمام حروف کے ذیل میں اُن کا تفصیلی تعارف کروایا گیا ہے اور اُن کے استعمال کے حوالے سے وضاحت کی گئی ہے۔

مؤلف نے اس لغت میں الفاظ و مرکبات، محاورات و ضرب الامثال کے اندراج میں یہ انداز اختیار کیا ہے کہ بنیادی الفاظ حاشیہ چھوڑ کر جلی حروف میں لکھے گئے ہیں۔ اُن کے سامنے قوسین میں اشتقاقی زبان اور تلفظ کے لیے اشارات دیے گئے ہیں۔ اس کے بعد اس کی قواعدی حیثیت واضح کر دی گئی ہے اور پھر معانی درج کیے گئے ہیں۔

مؤلف نے بنیادی الفاظ کے بعد ضمنی اور ثانوی الفاظ و مرکبات اور محاورات درج کیے ہیں اور وہ تمام تر الگ سے حاشیہ کے ساتھ شروع نہیں کیے گئے بلکہ جہاں ایک لفظ و ترکیب کا اختتام ہوتا ہے وہاں سے دوسرا لفظ، ترکیب، محاورہ، ضرب المثل کا آغاز ہو جاتا ہے لیکن مؤلف نے یہ انتظام کیا ہے کہ اُن پر خط (—) کی علامت لگا دی ہے تاکہ قاری کے لیے سہولت رہے اور اُسے معلوم ہو جائے کہ کوئی نئی ترکیب یا لفظ شروع ہو گیا ہے۔

صاحب نور اللغات نے الفاظ و مرکبات کے اندراج میں تفصیلی انداز اختیار کیا ہے اور ثانوی اور ضمنی الفاظ کے تحت تمام ممکنہ تراکیب اور مرکبات درج کر دیے ہیں۔ بسا اوقات تفصیلی انداز اس قدر طوالت اختیار کر جاتا ہے کہ ایک ایک لفظ تین تین صفحات پر پھیل جاتا ہے۔ بعض اوقات اس سے بھی زیادہ اس حوالے سے اگر بنیادی لفظ ''بات'' جو جلد اول صفحہ نمبر ۴۴۱ سے شروع ہوتا ہے اپنے ثانوی الفاظ و معانی کے تحت ۴۶۷ صفحہ نمبر تک ۲۶ صفحات تک پھیل جاتا ہے۔ اسی طرح حرف ''ب'' بنیادی حرف کے طور پر جلد اول ص ۱۰ سے شروع ہو کر ضمنی اور ثانوی الفاظ میں استعمال ہونے کی تفصیل فراہم کرتے ہوئے صفحہ نمبر ۲۳ تک ۱۳ صفحات کی طوالت اختیار کر لیتا ہے۔ لفظ

''گھر''، جلد چہارم میں صفحہ نمبر ۳۲۵ سے ۳۳۵ تک ۱۰ صفحات پر اپنی تفصیل پھیلا دیتا ہے۔ اِسی طرح کے اور بھی بہت سے الفاظ ملتے ہیں جو بنیادی لفظ کے بعد ثانوی کے طور پر خط کی علامت کے تحت لکھے گئے ہیں۔

اس لغت میں مؤلف نے نظائر وامثال سے سند فراہم کی ہے۔ اکثر الفاظ و مرکبات اور محاورات کے معانی درج کرتے ہوئے اُن کے تحت کوئی شعری یا نثری مثال بھی درج کی ہوئی ملتی ہے۔ شعری مثالوں میں شاعر کا نام درج کیا گیا ہے جب کہ نثری مثالیں بہت کم استعمال ہوئی ہیں۔ جہاں استعمال ہوئی بھی ہیں وہاں اُن کا حوالہ بھی درج کیا گیا۔ شعری مثالوں کے اندراج میں بھی مؤلف نے نہ تو شعر کی کوئی علامت درج کی ہے اور نہ ہی شعر کو شعر کی اصل صورت میں لکھا ہے اور نہ مصرعوں میں کوئی خلا چھوڑا ہے۔ جس سے اندازہ لگایا جا سکے کہ یہاں کوئی شعر درج ہے صرف شاعر کا نام ہی شعر کا اشارہ دیتا ہے۔ مثال ملاحظہ ہوں:

> ''بُھر بُھرا۔ (ھ۔ بضم اول و چہارم) صفت۔ مذکر۔ خستہ۔ پولا۔ (فسانۂ عجائب) شیر مال، شنگرف کے رنگ کی خستہ بھرُبھُری۔ (داغ) نہ رکھنا پاؤں تم مرقد پہ میرے۔ مبادا سنگ مرقد بُھر بُھرا ہو۔ ۲۔ مائل، فریفتہ۔ (سودا) دیکھ اُسے صبر ہو سکے کس پر۔ دل ہو پتھر کا بھر بھرا اسپر۔ بھر بھرا جانا۔ لازم۔ مائل ہو جان۔ فریفتہ ہونا۔''(۳)

جلد سوم میں یہ اہتمام ملتا ہے کہ جہاں کوئی شعر درج کیا گیا ہے وہاں شعر کی علامت بھی درج ہے اور اسے شعر کی صورت میں الگ مصرعوں کے تحت لکھا گیا ہے باقی تین جلدوں (اول، دوم اور چہارم) میں یہ انداز اختیار نہیں کیا گیا۔ جلد سوم سے مثال ملاحظہ ہو:

> ''ساکھ (ھ) مونث۔ بھرم۔ اعتبار۔ عزت۔ آبرو۔ نیک نامی۔ آن۔ بان۔ (اوج)۔''
>
> گو تین دن کی پیاس میں نو لاکھ سے لڑے
> لیکن خدا گواہ بڑے ساکھ سے لڑے(۴)

مؤلف نور اللغات نے اس لغت میں اعراب کا اہتمام بہت کم کیا ہے۔ بہت سے ایسے الفاظ ملتے ہیں جن پر اعراب نہیں لگے ہوئے لیکن اس کے بجائے مؤلف نے یہ اہتمام کیا ہے لفظ کی تفصیل میں معلومات فراہم کر دی ہیں کہ کس حرف پر کون سی علامت استعمال کی گئی ہے۔ اس عمل سے مشکل یہ پیش آتی ہے کہ قاری پہلی سطح پر لفظ تو پڑھ لیتا ہے مگر اس قرأت میں درستگی کے لیے وہ تفصیل کی طرف رجوع کرتا ہے اور دوبارہ پھر لفظ پڑھ کر اپنا تلفظ دُرست کرتا

ہے۔ بصورت دیگر اگر اعراب کا اہتمام کیا گیا ہو تو قاری پہلی سطح پر ہی درست لفظ پڑھ سکتا ہے۔ یوں وہ کم وقت میں زیادہ الفاظ کو اپنے ذخیرہ علمی میں جگہ دے سکتا ہے۔

مؤلف نے اس لغت میں جو انگریزی زبان کے الفاظ درج کیے ہیں اُن کے سامنے اصل انگریزی الفاظ درج نہیں ہے بلکہ وہ جس انداز سے اردو زبان میں مستعمل ہیں اُسی طرز پر انھیں درج کر دیا گیا ہے۔ اس حوالے سے مثال ملاحظہ ہو:

''پریٹ۔ انگریزی پریڈ کا بگاڑا ہوا ہے۔ پریڈ (انگ) دہلی میں مذکر لکھنؤ میں مؤنث۔ ا۔ قواعد۔ ۲۔ (مجازاً) وہ میدان جہاں قواعد ہوتی ہے۔ قطار پرا۔ (جمانے کے ساتھ)

پریس۔ (انگ) مذکر۔ ا۔ مطبع۔ ۲۔ چھاپنے کی کل۔ دبانے کا پیچ۔

پریس مین۔ (انگ) مذکر۔ چھاپنے والا۔

پریذیڈنٹ۔ (انگ) مذکر۔ ا۔ صدر انجمن۔ سرپنچ۔ افسر۔ صدر۔

پریسیڈینسی۔ (انگ) مونث۔ ا۔ پریسیڈنٹ کی جگہ۔ ۲۔ ہندوستان کے تین بڑے صوبے بمبئی۔ مدراس۔ بنگال جہاں گورنر رہتا ہے۔''(۵)

اس لغت میں مؤلف نے تبصرے کا انداز بھی اختیار کیا ہے اور تنقیدی نقطۂ نظر کے تحت بھی مثالیں تلاش کی جاسکتی ہیں۔ مؤلف اکثر مقامات پر الفاظ و تراکیب اور مرکبات کے معانی کے ذیل میں لکھنوی دبستان کا حامی نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ الفاظ و مرکبات کی ذیل میں تفصیل کے لیے جو حرکات و سکنات فراہم کرتا ہے وہ بھی لکھنؤ تلفظ کی طرف مائل نظر آتی ہیں۔ مؤلف کے لکھنوئی انداز کی حمایت کے حوالے سے مثال ملاحظہ ہو:

''شادی مرگ (ف) بترکیب مقلوب بغیر اضافت صفت وہ شخص جو افراط خوشی سے مر جائے۔ (نسیم دہلوی)

زخم پڑ کر کھل گئے سینوں پر اہلِ بزم کے
تھا جو شادی مرگ ہنس ہنس کر مرا ماتم ہوا

۲۔ وہ موت جو افراط خوشی سے ہو (امیر)

میرے مرتے ہی زمانہ درہم برہم ہوا
یہ خوشی پھیلی کہ شادی مرگ اک عالم ہوا

آتش نے بااضافت بھی کہا ہے لیکن صحیح بغیر اضافت ہے۔

وہ دم میں شادی مرگ ہوجانا
تیرے خط کے جواب میں دیکھا

شادی ہونا۔خوشی ہونا۔(امیر)

کبھی خنداں ہوئے تو صورت کی
ہم کو شادی برائے نام ہوئی

۲۔بیاہ ہونا۔۳۔(لکھنؤ) گھوڑے یا مکان کا فروخت ہونا۔''(۶)

نور اللغات کو اردو کی اولین مستند لغات میں اہم مقام حاصل ہے۔اپنی گنی چنی خامیوں اور الزامات کے باوجود یہ لغت اسناد کا درجہ رکھتی ہے۔اس کی اہمیت وافادیت اور قدر قیمت سے انکار ممکن نہیں۔

امیر اللغات کے مؤلف امیر مینائی ہیں۔میرے پیشِ نظر اس لغت کا وہ ایڈیشن ہے جو ۱۹۸۸ء میں مقبول اکیڈمی سے شائع ہوا جب کہ یہ لغت پہلی بار ۱۸۹۱ء میں شائع ہوئی۔اس لغت کے ۶۵۹ صفحات ہیں اور لغت کے آغاز میں مزید (۱۰) دس صفحات درج ہیں جن میں لغت کے بارے میں تفصیل دی ہے۔درمیان میں ۳۲۸ تا ۳۴۴ تک ۱۷ صفحات میں مختلف ادبا و علما کا حصہ اوّل پر ریویو ہے۔پھر حصہ دوم کے تحت لغت کے صفحات درج ہیں۔اس لغت میں حروفِ تہجی کے دو حرف الف ممدودہ (حصہ اول) اور الف مقصورہ (حصہ دوم) کے تحت درج ہیں۔اس لغت میں لکھنؤ، دہلی کے مفردات، مرکبات، جملے، مثالیں، مقولے، محاورے، اصطلاحیں، کنایات، صفات، تشبیہات، استعارات کا اہتمام کیا ہے اور خاص شعرا کے خاص مستعملات، قانونی اصطلاحیں، دفاتر کے محاورے، فقرا کی صدائیں، عورتوں کی زبان، مذہبی اصطلاحیں، مشہور شعرا کے اشعار بطور اسناد، مزید یہ کہ حقیقی و مجازی دونوں معنی بھی پیش کیے۔تذکیر و تانیث کی تحقیق کی ہے۔

اس لغت کے ابتدائی صفحات پر مؤلف نے لغت کے اندراج کے حوالے سے تمام ضروری معلومات فراہم کر دی ہیں۔ الفاظ کی ترتیب، محاورات کے متعلق معلومات، تذکیر و تانیث کے حوالے سے ضروری باتیں، علامات و اشارات کے جلی عنوانات کے تحت لغت کی قرأت کے لیے تمام معلومات بہم پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ اس لغت کا آغاز ''آب'' کے لفظ سے کیا ہے۔ جب کہ قبل ازیں ''الف'' کے بارے میں معلومات دی گئی ہیں۔

اس لغت میں الفاظ کے اندراج میں یہ انداز برتا گیا ہے کہ پہلے جلی حروف میں لفظ لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اُس کی اشتقاقی زبان کا ذکر کیا گیا ہے۔ پھر اس کی قواعدی حالت بیان کی ہے۔ اس کے بعد معانی درج کیے گئے ہیں۔ جس لفظ کے معانی ایک سے زائد ہیں اُن کے سامنے نمبر شمار دے کر پھر معانی درج کیے گئے ہیں۔

> ''آر۔ س۔ مؤنث۔ لوہے کی ایک نوک دار چیز جو پینے میں لگاتے ہیں۔ چبھونا اور لگانا کے ساتھ مستعمل ہے۔ فقرہ۔ کسان ہل جوتنے میں مٹھے بیل کی کبھی دُم کبھی آر چبھوتا ہے۔ فقرہ۔ چلنے بیل کے کیون آر لگائے جاتا ہے۔ مجازاً مٹھے اور سست آدمی کو چیڑ چھیڑ کر ابھارنے کی جگہ بھی آر لگانا کہتے ہیں۔''(۷)

اس لغت میں مؤلف نے یہ اہتمام بھی کیا ہے کہ جہاں لفظ تبدیل ہوتا ہے اور ایک لفظ کی تکمیل کے بعد کوئی نیا حرف شامل ہو کر نیا لفظ بنتا ہے وہاں جلی حروف میں اُس کے فصل کا حوالہ درج کر دیا ہے۔ مثلاً

> ''آغون کرنا۔ دودھ پیتے ہوئے بچوں کا آواز نکالنا۔ جس کی تعبیر آگون سے کی جاتی ہے۔
>
> فصل الف ممدودہ مع فا
>
> آفات۔ مذکر۔ آفت کی جمع۔ بلائیں۔ مصیبتیں۔ بحر
>
> پڑھکر عمل عشق ہو آفات سے محفوظ
>
> سودا ہے جنہیں وہ ہیں مکافات سے محفوظ''(۸)

اس لغت میں مؤلف نے الفاظ و مرکبات کے اندراج میں کافی تفصیل سے کام لیا ہے ایک ایک لفظ کے ذیل میں تمام ممکنہ مرکبات درج کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بات کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ صرف دو حروف کے تحت اس لغت کے دو حصے لکھے گئے ہیں اور ہر حصہ ایک جلد کی ضخامت پر مبنی ہو سکتا ہے۔

اس لغت میں مؤلف نے تشبیہات واستعارات اور صفات کے تحت شعرا کے کلام سے کافی مثالیں فراہم کی ہیں۔ مثال ملاحظہ ہو:

> ''آفتاب ف۔ مذکر۔ شمس۔ ع۔ سورج۔ صفات آفتاب۔

احمر۔اسیر۔

تیری حضور رنگ بدلتا ہے شرم سے
احمر سحر کو شام کو ہے اصغر آفتاب

انور۔منور۔منیر۔برق۔

مہر انور ہے روے صاف نہیں
متفق ہے جہان خلاف نہیں
گردن پر نور سے ہو گا گریبان کو کمال
ماہِ نو مہر منور سے قمر ہو جائے گا“(۹)

اس لغت میں اگراملا کے حوالے سے دیکھا جائے تو یہ بات مشاہدہ میں آتی ہے کہ مؤلف نے ہائے ہوز کا استعمال زیادہ کیا ہے بعض اوقات وہ الفاظ جو ہائے ہوز کے بغیر لکھے جاتے ہیں وہ بھی اسی سے درج کیے ہیں یوں عام قاری کے لیے اس کا املائی مسئلہ درپیش رہتا ہے۔

مؤلف نے الفاظ و مرکبات کے اندراج میں جہاں بھی ”ں“ نون غنہ استعمال کیا ہے وہاں پورا نون لکھا ہوا ہے۔مثلاً:

”اتنے مین۔نمبر ا۔اس مقدار مین۔فقرہ۔اتنے مین کام نہ چلے گا مجھے اور روپیہ دو

نمبر ۲۔اِس اثنا مین۔مومن:

اتنے میں دل جو میرا گھبرایا
جی مین کچھ سوچ کے مین گھر آیا

قلق:

اتنے میں خاص بھی جلوس آیا
کچھ عجب لطف اس نے دکھلایا“(۱۰)

اس میں کوئی شک نہیں کہ مؤلف نے الفاظ تراکیب کی تفہیم کے لیے بہت سی شعری مثالیں فراہم کی ہیں مگر اشعار کی درجہ بندی میں شعری ڈھنگ اختیار نہیں کیا گیا۔ بلکہ جہاں الفاظ کے معنی ختم ہوتے ہیں وہیں سے شعر شروع ہو جاتا ہے اور شاعر کا نام ہی شعر کا اشارہ دیتا۔ شعر کے مصرعوں میں کوئی تمیز محسوس نہیں ہوتی کہ وہ شعر کے مصرعے ہیں یا پھر کوئی جملہ رقم کر دیا گیا ہے۔

بنیادی الفاظ کے ذیل میں الفاظ و مرکبات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے جب کہ ثانوی اور ضمنی الفاظ و مرکبات کے سامنے صرف معنی درج کرنے اور اُن کی تفہیم کے لیے امثال درج کرنے پر ہی توجہ دی گئی۔ دوبارہ اُن الفاظ و مرکبات کی تفصیل فراہم نہیں کی گئی۔ مثلاً:

"اِختلاط۔ ع۔ مذکر۔ آمیزش۔ نمبرا۔ محبت۔ دوستی۔ میل جول۔ ربط ضبط۔ ظفر:

تکتا ہے دل فراخِ روشن کو یوں تیرے
جون ہو چکور کو مہِ تاباں سے اختلاط

اختلاط کا بڑھانا۔ ربط وضبط بڑہانا۔ بے تکلفی کو ترقی دینا۔ فقرہ۔ دیکھو ایسے لوگوں سے بہت اختلاط بڑہانا اچھا نہیں۔۔۔"(۱۱)

اس لغت میں انگریزی کے الفاظ کی تعداد بہت کم ہے ہندی کے جو الفاظ درج کیے ہیں اُن میں سے اکثر کے سامنے ہندی تلفظ بھی درج کیا ہے۔

امیر مینائی نے پہلی جلد میں سند کے اشعار بہت زیادہ دیے ہیں۔ دوسری جلد میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ سند کہ اشعار کم کر دیے جائیں۔ دلی اور لکھنؤ دونوں اسکول کے شاعروں کا کلام بطور سند پیش کیا گیا ہے لیکن انھوں نے اپنا ایک شعر بھی پیش نہیں کیا۔ تیسری جلد جو ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے مرتب کی اُس میں کافی حد تک بہتری لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ اعراب اور تلفظ کے حوالے سے بھی خصوصی اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ صفات اور تشبیہات کو بھی کم کیا گیا ہے۔ اس لغت کے حوالے سے مختلف ناقدین کی مختلف آرا سامنے آئی ہیں۔ لیکن مجموعی طور پر یہ اردو کی ابتدائی لغات کی صف میں ایک معتبر حوالہ ہے۔

جامع اللغات کے مؤلف و مرتب خواجہ عبدالمجید ہیں۔ یہ لغت دو جلدوں پر مشتمل ہے۔ پہلی جلد الف سے د تک کے حروف پر مبنی ہے جب کہ دوسری جلد ڈ سے ی تک کے حروف کا احاطہ کرتی ہے۔ یہ لغت اردو سائنس بورڈ، لاہور سے پہلی بار ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی اس کے ناشر اشفاق احمد (ڈائریکٹر جنرل، اردو سائنس بورڈ) ہیں۔ قبل ازیں یہ لغت

۱۹۳۵ء میں پہلی بار شائع ہوئی تھی۔ اس لغت کا شمار اُردو زبان کی لغاتِ کبیرہ میں سے ہوتا ہے۔ اس سے قبل فرہنگِ آصفیہ اور نور اللغات شائع ہو چکی تھی جو بالترتیب دہلوی اور لکھنوی دبستانوں کی ترجمانی کرتی ہیں۔ لیکن صاحب جامع اللغات کا تعلق اِن دونوں میں سے کسی بھی دبستان سے نہیں۔ اس لغت میں صرف فارسی، عربی اور ہندی الفاظ ہی کو شامل نہیں کیا گیا بلکہ سنسکرت، ترکی اور عبرانی وغیرہ کے متعدد ایسے الفاظ کو بھی اس میں جگہ دی گئی ہے جو اُردو میں مستعمل ہیں۔ اس کے علاوہ اس میں پچیس ہزار سے زاید ضرب الامثال اور اقوال درج ہیں۔ علاوہ ازیں لاکھوں محاورات عامہ، محاوراتِ نسواں، علمی الفاظ کی تشریح و توضیح اور اصطلاحات علمیہ بھی اس میں موجود ہیں۔

اس لغت کی جلد اول میں عرض ناشر کے جلی عنوان سے ڈائریکٹر جنرل، اشفاق احمد نے دو صفحات پر اس لغت کے بارے میں ابتدائی معلومات فراہم کی ہیں۔ اس کے بعد خواجہ عبدالمجید کے حالاتِ زندگی چار صفحات پر مبنی ہیں۔ اس کے بعد ۱۶ صفحات پر طویل مختصر مقدمہ درج ہے جس میں مؤلف نے اردو زبان کی تاریخ، لغت کی ضرورت، اردو میں الفاظ کی کثرت، اردو کا مقامی گہوارہ، اصلیت، آریائی، قدیم ملکی زبان، برہمنو کا دور، اسلامی آمد، پرتھی راج، اسلامی عہد میں ہندوستان کی ملکی زبان، موجودہ اردو کی ابتدا، پراکرت اور سنسکرت، اردو پراکرت اور سنسکرت کا مقابلہ، اردو کی قدامت، سنسکرت اور ملکی زبان، عام زبان، اردو اور ہندی، اردو کی مقبولیت، تاریخ زبانِ اردو، اردو تحریر، اردو شاعری کا ارتقا، اردو نثر ترجمۃ القرآن اور کتب مذہبی، ناول، اخبارات، اردو کی موجودہ حالت، تاریخ لغت اردو، علم لغت کی ترقی، جامع اللغات کی تحریک، جامع اللغات کا خاکہ، کے ذیلی عنوانات کے تحت، بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے علاوہ اس لغت میں اس کی ترتیب، اسماء الرجال، جغرافیہ غیر ضروری الفاظ، ضرب الامثال واقوال، محاورات، اشارات، اختصارات اور جن کتب سے مدد لی گئی ہے اُن کے بارے میں بھی معلومات فراہم کر دی ہیں۔ یوں مؤلف نے اس مقدمہ میں لغت کی تفہیم و قرات کے لیے تمام ضروری معلومات فراہم کر دی ہیں تاکہ کسی قسم کے ابہام سے بچا جا سکے اور اعتراضات کی گنجائش نہ ہو۔ لغت کے آخر میں جلد دوم کے اختتام پر ''خاتمہ کتاب'' کے تحت شکریہ کا عمل اختیار کیا گیا ہے اور آخر میں دو ضمیمہ جات دیے گئے ہیں۔ اس لغت کا آغاز الف ممدودہ سے ہوتا ہے اس میں مؤلف نے الفاظ و مرکبات، محاورات و ضرب الامثال کے اندراج میں یہ ترتیب برتی ہے کہ پہلے لفظ پھر اس کی اشتقاقی زبان اور قواعدی حیثیت قوسین میں لکھ دی ہے اس کے بعد اُس کے معانی درج کر دیے ہیں۔ مثال ملاحظہ ہو:

''اُپجت (ھ۔ مفعول) پیدا کیا ہوا۔ اگایا ہوا۔ پیداوار

اُپجتَن (ھ۔ مذکر) تیاری۔ محنت۔

اَپجَس (ھ۔ مذکر) بے عزتی۔ رُسوائی۔''(۱۲)

اس لغت میں مؤلف نے الفاظ کی درجہ بندی کے حوالے سے تین کالم استعمال کیے ہیں ہر صفحہ پر تین کالم کے تحت الفاظ درج ہیں۔ الفاظ تلاش کرنے کے لیے صفحہ کے پیشانی پر کسی قسم کا کوئی اشارہ نہیں ملتا جیسے فرہنگِ آصفیہ، فیروز اللغات وغیرہ میں رہنمائی ملتی ہے۔اس کے علاوہ الفاظ کی تلاش میں مشکل اس لیے بھی پیش آتی ہے جہاں ایک لفظ کے معانی ختم ہوتے ہیں وہیں دوسرا لفظ درج کر کے اُس کے معنی لکھ دیے گئے ہیں۔ لفظ و معانی میں فرق رکھنے کے لیے یہ اہتمام ضرور ہے کہ الفاظ و مرکبات جلی حروف میں ہیں اور معانی نہیں۔ اس حوالے سے مثال ملاحظہ ہو:

"اُڑ (ہ۔ امر) اُڑنا کا (س ڈی۔ اُڑنا) اُڑا (امر) ا۔ اُڑانا کا، ۲۔ (ماضی) اُڑنا کا ۳۔ (صفت) عو۔ نایاب۔ کمیاب اُڑ آنا (لازم) بہت تیزی سے آنا۔ جلدی آنا۔ اڑا پڑا جانا (لازم) عو ناپید ہو جانا۔ نایاب ہو جانا۔ اُڑا جانا (لازم) ایک جگہ آرام سے نہ بیٹھنا۔ آزاد یا آوارہ پھرنا۔ پھرتے رہنا گشت کرنا۔ اڑا جانا۔ (لازم) ا۔ تیز تیز جانا، جلدی جانا۔ ۲۔ ٹال جانا۔ ۳۔ کھا جانا۔ ۴۔ چھوڑ جانا۔ گول کر جانا۔"(۱۳)

مؤلف نے بنیادی الفاظ کے اندراج میں یہ طرز اختیار کیا ہے کہ انھیں حاشیہ سے ہٹا کر جلی حروف میں لکھا ہے مگر جہاں اُس سے دیگر الفاظ و مرکبات بنتے ہیں انھیں بالکل ساتھ ہی درج کر دیا ہے۔ الفاظ و مرکبات کے معانی درج کرنے کے حوالے سے صاحبِ لغت نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اگر کوئی لفظ ایک سے زیادہ معنی دیتا ہے تو وہ تمام معانی لکھ دیے ہیں۔ اس کی دو صورتیں سامنے آتی ہیں پہلی صورت تو یہ کہ ایک ہی لفظ اگر الگ الگ معانی کا متحمل ہے تو اسے الگ بنیادی لفظ کے طور پر استعمال کر کے اُس کے الگ معانی کی تفصیل بیان کر دی ہے۔ اس لغت میں دورانِ مطالعہ یہ بات میرے مشاہدہ میں آئی ہے کہ مؤلف نے جہاں الفاظ کی اشتقاقی زبان قوسین میں درج کی ہے وہاں ہندی زبان کے لیے دو اشارے استعمال ہوئے ہیں۔ پہلا ھ اور دوسرا ہ۔ اول الذکر "ھ" کے تحت وہ الفاظ درج ہیں جو اردو زبان میں مستعمل نہیں ہو سکے جب کہ "ہ" کے تحت وہ الفاظ درج کیے گئے ہیں جو اردو میں مستعمل ہیں۔

"باکلی (ھ۔ مونث) ا۔ اُبلا ہوا اناج۔ ۲۔ دیکھو باکھڑی۔
باکنّدہ (ھ۔ مذکر) فصل کا تقریباً ۵/۲ حصہ جو مزارعوں کو دیتے ہیں۔
باکورہ (ع۔ مذکر) پہلے پھل۔
باکھ (ہ۔ مذکر) مویشی کے تھنوں کا اوپر کا حصہ۔ اَین۔ ہوانا۔ کھیری۔
باکھر۔ باکھل (ہ۔ مذکر) ا۔ مویشی کا باڑ۔ ۲۔ مکان۔ بہت سے مکان۔ ایک احاطے میں۔ ۳۔ احاطہ، صحن۔ آنگن۔ ۴۔ اوزاروں کا تھیلا۔۔۔

باکھڑی۔ باکھلی (ھ۔ مونث) ا۔ بچھیا جس کے تھن بڑھ آئے ہوں۔
۲۔ گائے یا بھینس جو پانچ مہینے سے حاملہ ہو یا پانچ مہینے سے بچہ دے چکی ہو۔''(۱۴)

اس لغت میں مؤلف نے انگریزی الفاظ کے اندراج میں یہ صورت برتی ہے کہ اُن کو اردو تلفظ میں (جو کہ اُردو زبان میں رائج کیے اور اُسی طرح سے وہ الفاظ لکھے جاتے ہیں) لکھ دیا ہے اُس کے بعد اُن کا انگریزی تلفظ یا اصل انگریزی زبان میں وہ لفظ نہیں لکھا یوں وہ تمام تر الفاظ جو انگریزی زبان سے اردو میں شامل ہوئے ہیں اور اردو زبان کے ذخیرۂ الفاظ میں اس قدر شامل ہو گئے ہیں کہ وہ اُردو زبان کے ہی محسوس ہوتے ہیں ایسے الفاظ اور اُن کے اندراج کے حوالے سے مثال ملاحظہ ہو:

''ٹیلی ویژن (انگ۔ مذکر) دور درشن۔ دور نمائی۔
ٹیم (انگ۔ مونث) آدمیوں کا گروہ جو کسی کھیل یا کام میں اکٹھے حصہ لیں۔
ٹیم (ہ۔ مذکر) چراغ کی بتی کا جلا ہوا حصہ۔ ۲ شعلہ
ٹیم (انگ۔ مذکر) ٹائم کا بگڑا ہوا۔ وقت۔ عادت۔''(۱۵)

صاحبِ لغت نے الفاظ و مرکبات کی تفہیم و قرأت میں آسانی کے لیے اُن پر اعراب کا استعمال کیا ہے مگر اس میں یہ اختصاص برتا گیا ہے کہ جہاں کسی لفظ کے قرأت کے لیے بہت ضروری طور پر اعراب ہونے چاہئیں بس وہی لگائے ہیں زیادہ تفصیلی انداز سے گریز کیا گیا ہے۔ مؤلف نے الفاظ و مرکبات کا تلفظ واضح کرنے کے لیے الگ سے اُنھیں توڑ کر نہیں لکھا بلکہ خاص اعراب سے ہی تلفظ واضح ہو جاتا ہے۔ اس لغت میں الفاظ کو معانی کے اندراج میں دو طرح کا انداز ملتا ہے اول، مختصر، دوم تفصیلی۔ الفاظ کے معانی بعض اوقات ایک اور دو یا تین تک درج کیے ہیں اور بعض اوقات زیادہ بھی لکھے ہو جاتے ہیں۔ اس لغت میں مؤلف نے جتنے بھی محاورات درج کیے ہیں اُن کے سامنے ''محاورہ'' نہیں لکھا نہ اُس کے اشارہ اختصارات میں مقرر کیا ہے بلکہ صاحبِ لغت کو فعل متعدی اور لازم کے تحت لکھا ہے۔ مثالیں ملاحظہ ہوں:

''آسمان سر پر اُٹھا لینا یا اُٹھانا۔ (متعدی) ا۔ شور و غل کرنا۔ چیخنا۔ چلانا۔ آفت برپا کرنا۔ خوشیاں منانا۔''(۱۶)

''بال سفید ہونا (لازم) ا۔ سیاہ بالوں کا سفید ہو جانا، بوڑھا ہو جانا
بال سلجھانا (متعدی) الجھے ہوئے بالوں کو کھولنا اور صاف کرنا۔ ۲۔ کنگھی کرنا۔''(۱۷)

''کھیت سبز ہونا (لازم) کامیابی ہونا۔ پھولنا پھلنا۔''(۱۸)

صاحبِ لغت نے امثال و اقوال کے تحت معروف امثال اور اقوال درج کیے ہیں اس کے علاوہ اگر کسی لفظ کے تحت کوئی مقولہ آجاتا ہے تو اُسے بھی درج کر دیا ہے۔

جامع اللغات اپنی ضخامت اور ذخیرۂ الفاظ کے حوالے سے ایک جامع اور مستند لغت قرار دی جاتی ہے۔ یہ لغت ۲۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اور الفاظ کی درجہ بندی میں چوں کہ اختصار سے کام لیا گیا ہے اس لیے الفاظ کا بہت بڑا ذخیرہ اس میں جمع کر دیا گیا ہے۔ اس لغت میں ایک مسئلہ یہ بھی مشاہدہ میں آیا ہے کہ مؤلف نے سند کے لیے شعرا و نثار کے کلام میں شعری و نثری مثالیں درج نہیں کیں۔

اردو زبان کی چند اہم لغات میں تو اسے جگہ دی جا سکتی ہے مگر اسے اردو کی مستند لغت قرار دینا مناسب نہیں۔

حوالہ جات

۱۔ خواجہ حسینی، سیّد، نوراللغات کا تقابلی جائزہ، مشمولہ: لغت نویسی اور لغات، مرتبہ: ڈاکٹر رؤف پاریکھ، کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۵ء، ص ۱۱۷

۲۔ نیاز فتح پوری، نوراللغات کی خامیاں، مشمولہ: اردو لغت نویسی، مرتبہ: ڈاکٹر رؤف پاریکھ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۰ء، ص ۴۱۳

۳۔ نورالحسن نیر، نوراللغات، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۶ء، جلد اول، ص ۶۷۹

۴۔ ایضاً، جلد سوم، ص ۱۸۱

۵۔ ایضاً، جلد چہارم، ص ۳۴۷

۶۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۲۴۹

۷۔ امیر مینائی، امیر اللغات، حصہ اول، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء، حصہ اول، ص ۱۳۱

۸۔ ایضاً، ص ۱۳۷

۹۔ ایضاً، حصہ دوم، ص ۵۳

۱۰۔ ایضاً، حصہ دوم، ص ۹۳

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ خواجہ عبدالمجید بی اے، جامع اللغات، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، اشاعت اول، جلد اول، ۱۹۸۹ء، ص ۱۰۳

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۵۲

۱۳۔ ایضاً، جلد اول، ص ۳۱۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۳۴۷

۱۵۔ ایضاً، جلد اول، ص ۵۵

۱۶۔ ایضاً، ص ۳۱۱

۱۷۔ ایضاً، جلد دوم، ص ۱۵۹۷

کتابیات

رؤف پاریکھ، ڈاکٹر (مرتبہ)، لغت نویسی اور لغات، کراچی: فضلی سنز، ۲۰۱۵ء

رؤف پاریکھ، ڈاکٹر (مرتبہ)، اُردو لغت نویسی، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان پاکستان، ۲۰۱۰ء

نورالحسن نیر، نوراللغات، جلد اول، اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۷۶ء

امیر مینائی، امیر اللغات، حصہ اول، لاہور: مقبول اکیڈمی، ۱۹۸۸ء

عبدالمجید، خواجہ، جامع اللغات، لاہور: اُردو سائنس بورڈ، اشاعت اول، جلد اول، ۱۹۸۹ء